OPEN ACCESS
MA'ARIF-E-ISLAMI (AIOU)
ISSN (Print): 1992-8556
ISSN (Online): 2664-0171
https://mei.aiou.edu.pk

رعایا کے لیے اصول نظم وضبط اور اسلامی تعلیمات

The Ways of Disposing Public In The Light of Islamic Teachings

ڈاکٹر نور حیات خان
چیئرمین شعبہ اسلامیات، نمل، اسلام آباد
سارہ نور
ایم فل سکالر، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی، اسلام آباد

Abstract

Islam is an organized religion which provides complete code of life through a proper social and moral system. We see prophet Muhammad (SAW) providing practical guide guidelines for a stable and comprehensive society. The madni life of Muhammad (SAW) is a best and practical example of Islamic executive fairness, equality and social security.

The paper deal with the concept of topic, significance, objectives and statements of disposing role of the prophet Muhammad (SAW) in establishing a balanced society. These teachings and concepts show that Islam is not only the religion of theories but has governance in the administration pattern and training to manage a stable and sensitive system of state which highlights the importance of highly managed system of Islam.

Human being is a social animal prepare to live with society. Everyone in the society has some rules to play his responsibility to achieve the common goals of society. In order to organize these activities there should be a stable and affective managed system.

The people of the whole world has observed that the Muslims influenced with the help of their managerial abilities while spreading peace, high-level education, most recent resilient army, practicable laws etc.

Keyword: Stable society, Cooperation, System, Discipline, Leadership, Equality, Social security.

تمہید: نظم وضبط ایک منظم، شعوری اور دائمی عمل ہے جو اہتمام اور تسلسل کا مطالبہ کرتا ہے، جو کسی بھی خاص مقصد اور غرض کے پیچھے عمل پیرا ہو، جیسا کہ یہ نظم وضبط اور انصرام ہمیں کائنات میں نظر آتا ہے جو انسان کے لئے لمحہ فکر و عمل ہے ،اللہ تعالیٰ نے ایک منظم، کامل اور متوازن نظام بنایا ہے جس میں کسی قسم کا تضاد اور اختلاف نہیں پایا جاتا۔ کائنات کے بہت بڑے اجسام سے لے کر اس کے چوٹے سے ذرے "ایٹم" تک تمام موجودات میں نظم وضبط کا خیال رکھا گیا ہے۔ دُنیا کی تمام موجودات اسی معمولی ذرّے سے تشکیل پاتی ہیں۔ کائنات کا عالیشان محل نظم وضبط کی بنیاد ہی پر قائم ہے۔ کائنات پہ ایک طائرانہ سی نظر ڈالیں تو آشکار ہو گا کہ اس لا متناہی اور بیکراں وسعتوں کی حامل کائنات کتنے سلیقے سے بنائی گئی، نہ موسموں میں موسم مدغم ہوئے، نہ دن میں رات ہوئی، نہ ستاروں کی جگہ چاند نے لی اور نہ خار کی جگہ پھول اُگ سکے مگر ہم

نے کبھی سوچا کہ اس کائنات کی تکوین و تخلیق میں ایسا کیونکر ممکن ہو سکا کہ اتنے بڑے نظامِ شمسی اور نظامِ ارض کے ستارے، سیارے، سورج، چاند، نباتات و جمادات، پانی اور ہوا قدرت کے اسیر نظر آتے ہیں جس کی بنا پہ ہواؤں کی جولانی ہو یا ندی اور آبشاروں کی روانی، دریاؤں کی طغیانی ہو یا پہاڑوں کی آتش فشانی سب میں نظامِ قدرت کا ایک منظم نظام اور ضبط کارفرما نظر آتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ﴾ (1)

''جس نے تہ بر تہ سات آسمان بنائے۔ تم رحمٰن کی تخلیق میں کسی قسم کی بے ربطی نہ پاؤ گے۔ پھر پلٹ کر دیکھو، کہیں تمہیں کوئی خلل نظر آتا ہے؟ بار بار نگاہ دوڑاؤ، تمہای نگاہ تھک کر نامراد پلٹ آئے گی''۔

کائنات کا نظام ہو، یا خود انسانی وجود، نظم و ضبط کا اعلیٰ مظہر ہے، تاہم مختلف الخیال اور مزاج افرادِ سماج میں ہم آہنگی و ہم رکابی پیدا کر کے امن و سکون کی دنیا بسانا یا تو قوی اور مضبوط اخلاقیات یا پھر قانون و حکومت کی سیاست کی عملداری سے ممکن ہے۔ لیکن اسلام کی خوبی یہ ہے کہ دین و سیاست کی حسین امتزاج سے ایک مستحکم اور پایدار معاشرہ کی تشکیل پر زور دیتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا قائم کردہ منظم معاشرہ اس کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ یہ مقالہ اسلامی ریاست میں عوام الناس کے نظم و ضبط کے لیے اہم نشاناتِ راہ فراہم کرتا ہے، جو درج ذیل مباحث پر مشتمل ہے:

- نظم و ضبط کا مفہوم اور نظم و ضبطِ کائنات
- انسانی زندگی میں نظم و ضبط کی اہمیت
- قرآن و سنت کی روشنی میں اصولِ نظم و ضبط

مبحث اول: نظم و ضبط کا مفہوم اور نظم و ضبطِ کائنات

اسلام میں نظم و ضبط کا محض تصور ہی نہیں بلکہ اس سلسلے میں اسلام کا نظم و ضبط، ترتیب و تربیت اور انتظام و انصرام بہت ہی حساس واقع ہوا ہے۔ عربی لغت کے اعتبار سے "نظم "ترتیب و تنظیم کو کہتے ہیں، جس میں نظم و ضبط اور ربط بھی پایا جاتا ہو جیسا کہ ڈاکٹر احمد مختار رقمطراز ہے:

"نظم ينظم نظما ونظاما ، فهو ناظم ـ نظم الأشياء : ألفها وضم بعضها إلى بعض في صورة مرتبة . نظم اللآلئ .نظم أمره : أقامه ورتبه . نظم شعرا: ألف كلاما موزونا مقفى" (2)

وہ چیزیں یا عمل جس میں تنظیم و ترتیب اور تنسیق پایا جاتا ہو اور جب سلیقہ مندی اور ربط و ضبط کا خیال رکھا گیا ہو تو کہا جاتا ہے کہ اس میں نظم و ضبط ہے۔ اسی طرح نظم اس دھاگے کو بھی کہا جاتا ہے جس میں موتیوں کو ایک لڑی سے پرو دیا گیا ہو، علامہ زبیدی رقمطراز ہے:

"كُلُّ خَيْطٍ يُنْظَمُ بِهِ لُؤْلُؤٌ ونَحْوُه " (3)

لفظ نظم کے مذکورہ مفہوم کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ یہ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی ہیں ایک لڑی میں پرونا یا کئی اشیاء کو ایک ترتیب سے سجا دینا، معنوی لحاظ سے نظم کا مطلب یہ ہے کہ چند بے ترتیب اشیاء، الفاظ یا اشخاص کو ایک لڑی یا سلسلے میں اس طرح ترتیب دینا کہ وہ اشیاء، الفاظ یا اشخاص ایک دوسرے سے مکمل ہم آہنگ ہو جائیں اور ان کے ملاپ سے کوئی نہ کوئی نتیجہ یا مفہوم ظاہر ہو۔ اس طرح مرتب اور منظم کام کو عظیم کام کہا جاتا ہے، امام زمخشری رقمطراز ہے:

" وتقول: هذه أمور عظام، لو كان لها نظام" (4)

اور جب اس میں ربط وضبط اور سلیقے کا لحاظ نہ رکھا گیا ہو تو کہا جاتا ہے کہ اس کا کوئی نظام (حال صحیح) نہیں ہے۔ ابن منظور لسان العرب میں لکھتے ہیں:

" ليس لأمره نِظامٌ أي لا تستقيم طريقتُه" (5)

''اس کے کام کا کوئی نظام نہیں یعنی اس کا طریقہ کار درست نہیں''

اس تعریف سے نہ صرف یہ معلوم ہوا کہ نظام کسی چیز کے ترتیب و تنظیم کو کہا جاتا ہے بلکہ اس کا ایک سسٹم، راہنما اصول، طریقہ اور جس میں دوام اور ثبات بھی ہو، اور اس کے ساتھ ساتھ اس میں تناسق اور تآلفُ بھی ہو جیسا کہ المعجم الوسیط میں ہے:

(انتظم) الشيء تألف واتسق يقال نظمه فانتظم ويقال انتظم أمره استقام والأشياء جمعها وضم بعضها إلى بعض(6)

''کسی چیز کو منظم کرنا، اس کو جمع کرنا اور اس میں تنسیق پیدا کرنا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کو منظم کیا تو اس کا کام منظم ہو گیا چیزوں کو ایک دوسرے ساتھ ملایا تو اس میں استحکام اور تنظیم و ترتیب آ گیا''۔

نظم کا اصطلاحی مفہوم

ابن منظور لسان العرب میں لکھتے ہیں:

" وكلُّ شيء قَرَنْتَه بآخر أو ضَمَمْتَ بعضَه إلى بعض فقد نَظَمْتَه " (7)

''ہر چیز جسے آپ نے کسی اور چیز سے ملایا اور ترتیب دیا تو کہا جائے گا کہ آپ نے اسے منظم کر دیا''

پس اصطلاح میں نظم سے مراد ترتیب اور اتحاد کے ہیں۔ اس تعریف کے اعتبار سے رعایا، یعنی عوام النّاس کو ایک پلیٹ فارم یا نظریے پر اس طرح متحد کرنا کہ ان کے درمیان ہم آہنگی اور ارتباط قائم رہے، تو اسے نظم یا تنظیم کہا جاتا ہے۔

ضبط کا معنی و مفہوم

" ضبط يضبط ضبطا ،ضبط القائد نظام الجيش ، ضبط العمل : أحكمه وأتقنه ، ضبطه : حفظه بالحزم،ضبط الكتاب:صححه وشكله ، ضبطه : لزمه . ضبطه : قهره وقوي عليه" (8)

"المعجم الرائد میں ضبط کے کئی معنی بیان ہوئے ہیں: مرتب کرنا، ترتیب دینا، کمانڈر کا لشکر کو منظم کرنا، محکم اور مضبوط کام کرنا، ذہن میں محفوظ کرنا، الفاظ کی تشکیل اور اعراب، کسی کے ساتھ لگ جانا اور لزوم اختیار کرنا، زور آور اور قوی ہونا"

اصطلاحی مفہوم

ضبط تحمل اور برداشت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے، لیکن در حقیقت یہ ایک وسیع المعنی لفظ ہے جس کے معنی قابو، پابندی، قرق اور نگہبانی کے بھی ہوتے ہیں(9)

ان تعریفات کی روشنی میں یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ نظم وضبط کسی چیز کے انتہائی اہتمام اور انتظام وانصرام کو کہتے ہیں، جیسا کہ اوپر ضبط کے معانی میں سے ایک معنی لزوم کا بھی گزرا ہے، ابو منصور ازہری کہتے ہیں:

"الضَّبْطُ: لُزُوْمُ شَيْءٍ لا تُفَارِقُه " (10) "یعنی کسی چیز کو لازم پکڑنا جو چھوٹنے نہ پائے"

اسی طرح نظم وضبط کنڑول کرنے والے گروہ کو انتظامیہ کہا جاتا ہے، آکسفورڈ ڈکشنری میں ہے:

A- "The group of people who organize or control something".
B- B -"The control or management of something" (11)

الف۔ "لوگوں کا ایک گروپ جو کسی بھی چیز کو کنڑول یا ترتیب دے"

ب۔ "کسی بھی چیز کو کنڑول کرنا اور دیکھ بھال کرنا"

ان تعریفات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نظم وضبط کے نتیجے میں ایک مربوط نظام وجود میں آتا ہے، جس کے لئے انگریزی زبان میں درج ذیل الفاظ استعمال کیے گئے ہیں:

To be organized, arranged, put in order; to be well-arranged, well-ordered, well-organized, in good order, orderly, systematic(12)

نظم وضبط کنڑول کرنا ایک تنظیم کا تقاضا کرتا ہے جسے کے لئے عربی میں **"ادارہ"** کا لفظ استعمال ہوتا ہے، یہ باب افعال سے مصدر کا صیغہ ہے۔اَدَارَ، يُدِيْرُ ، ادارة ، کہا جاتا ہے: إدارة المدرسة ، ادارة الشركة ،ادارة الكلية (13) اور انگریزی میں اس کے لئے "Administration" کا لفظ مستعمل ہے(14) جو ایک دائمی عمل ہے اور تسلسل کا تقاضا کرتا ہے۔ اس ضمن میں حسن بن محمد رقمطراز ہیں:

" هی عمل متواصل يبدأُ بتحديد الهدف وينتهي بتحقيق ـ وهی ليست فرداً وانما هی علاقة مصمم ومنفذين ومنظم ومتعاونين وموجه ومتجاوبين ومرشد ومطيعين" (15)

''یہ ایک مسلسل عمل ہے جو ہدف کے تعین سے شروع ہوتا ہے اور تحقیق پر اس کا اختتام ہوتا ہے۔ یہ انفرادی کام نہیں ہے بلکہ یہ ایک ادارہ کے کرنے اور نافذ کرنے والا قابلِ توجہ، لائق تعاون ایک منظم کام اور مرشد و مطیع کے درمیان مضبوط تعلق کا نام ہے''۔

مرشد اور مطیع کے تعلق سے قانون اور ضابطے کا تصور نکلتا ہے جو نظم وضبط اور ایک ریاست کو جنم دیتے ہیں جس کا ایک قانون، اصول اور معروف طریقہ ہو، جیسا کہ کہتے ہیں: نظم الأمر: رتبه وجعله خاضعا لقانون أو قاعدة [16]

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نظم وضبط کے تصور کو اجاگر کرنے کے لئے مختلف اصطلاحات کا استعمال کیا ہے: مثلاً نظام، ملک، خلیفہ، شرعۃ اور ائمہ وغیرہ۔ جس سے یہ اہمیت بخوبی واضح ہوتی ہے کہ ایک ملک اور ریاست کے اندر لیڈر شپ اور رعایا کے درمیان فرقِ مراتب اور آمر و مامور کا تصور نہ صرف ملتا ہے بلکہ اس کے اداروں میں نظم وضبط اور تناسق بھی ضروری ہے۔ یہی نہیں بلکہ کسی بھی ریاست، ادارے اور اس کے نظام کو بہتر طریقے سے چلانے کے لئے اس کی انتظامی سرپرستی اور نگہداشت کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ اور اسی طرح اس کے افراد کا اجتماعی ربط وضبط، تعلق اور باہم ایک سوچ وفکر اور عمل پر نہ صرف متفق ہونا بلکہ تمام اداروں میں (Co-ordination) باہمی ربط وتعاون مضبوط ہونا بھی ضروری ہے۔ حکومت کا ادارہ ہو، یا کسی بھی کمپنی، تعلیم یا تنظیم کا ادارہ، یا عسکری، دینی، دنیوی، یا دیگر تربیتی اجتماعی ادارے ہوں، ان کے افراد کا باہم دیگرے متعاون ہونا اس کے کامیابی کے لئے از بس ضروری ہے۔ نظم وضبط کے مربوط عمل کو مکمل اور منظم انتظام کہا جاتا ہے، جیسا کہ نشوان بن سعید الحمیری لکھتا ہے:

" انتظم الأمر: إذا تمَّ " [17] ''اس نے کام کو منظم کیا یعنی مکمل کیا''۔

نظم وضبط انسجام اور تنسیق کا بھی تقاضا کرتا ہے یعنی منظم اور مربوط طریقے سے امور کو سرانجام دینا، سعدی ابو حبیب کہتے ہیں:

" اتسق الامر اتساقا: انتظم " [18] اس نے کام میں تنسیق پیدا کی، جب اس کو منظم کیا۔

اس انسجام کو قرآن مجید میں یوں اشارہ کیا گیا ہے:

وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ: أي تم نوره، وذلك في الليالي البيض[19]

''اور چاند کی (قسم) جب کہ وہ ماہ کامل ہو جاتا ہے۔ یعنی اس کا نور مکمل ہو جاتا ہے اور ایسا ایامِ بیض میں ہو جاتا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے ایک منظم، کامل اور متوازن نظام بنایا ہے جس میں کسی قسم کا تضاد اور تخالف نہیں پایا جاتا، جس کے ذریعے مسلمانوں کی راہنمائی کی گئی ہے کہ وہ بااصول اور ضابطے کی پابند زندگی اپنائے، جسے عربی میں انسجام کہا جاتا ہے جیسا کہ ڈاکٹر احمد مختار کہتے ہیں:

"انسجم الأمرُ مع غيره : اتَّفق معه ولم يتعارض "[20]

''یعنی ان میں مکمل ہم آہنگی پایا جائے اور کوئی تعارض و مخالفت نہ ہو''۔

نظم وضبطِ کائنات

کائنات کا یہ مربوط اور منظم نظام جس کا ہر جزء اپنے اپنے دائرہ کار میں مصروفِ عمل ہے، حضرتِ انسان کے لیے تنظیم کے طریقوں کے رانما خطوط فراہم کرتا ہے۔ قرآن حکیم اس منظر کو یوں بیان کرتا ہے:

﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ - وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّى عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ - لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ﴾ (21)

''اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر رکھی ہیں، یہاں تک کہ وہ لوٹ کر کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے۔ نہ آفتاب کی یہ مجال ہے کہ چاند کو پکڑے اور نہ رات دن پر آگے بڑھ جانے والی ہے، اور سب کے سب آسمان میں تیرتے پھرتے ہیں''۔

ربِ کائنات نظامِ کائنات کی نگہداشت کر رہا ہے اور کسی بھی لمحہ اس سے غافل نہیں ہوتا، کیونکہ اسے نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ ،فرمایا:

﴿اللّٰهُ لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْم لَا تَاْخُذُه سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ﴾ (22)

''اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے، جسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند''

لہذا یہاں انسان کو دعوتِ فکر ہے کہ وہ اپنے معاملات اور ریاستی امور کی نگہداشت اور نظم وضبط پر نظر رکھے، تاکہ اس تصور سے انسان مستفید ہو اور اپنے امور کو منظم کر سکے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی ◆ کو ایک کامل نظام کے ساتھ دنیا میں بھیجا تاکہ انسانوں کی فلاح اور بہبود کو یقینی بنائے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ﴾ (23)

''وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اسے ادیان پر غالب کر دے خواہ مشرکین کو یہ ناگوار ہو''۔

ظاہر ہے کہ آپ ﷺ نے نظامِ حق کو نہ صرف نافذ کیا بلکہ معاملاتِ ریاست کو چلانے کے لئے ایک منظم اجتماعی اور شورائی طریقہ کار اختیار کیا تاکہ ریاستی نظم ونسق کی بہتری میں کوئی کسر باقی نہ رہے اور سماج کے مسائل کا حل ان کے بہترین دماغ کو کام میں لا کر کیا جا سکے۔

مبحث دوم: انسانی زندگی میں نظم وضبط کی اہمیت

اسلام زندگی میں نظم وضبط پر انتہائی زور دیتا ہے، اس کا اندازہ پانچ وقت کی نمازوں، سالانہ ایک مہینے کے روزوں کے تربیتی پروگرام، حج کے روح پرور منظم اجتماعات سے لگایا جاسکتا ہے، کہ تمام شرکاء ایک ہی قائد کی قیادت میں نظم وضبط پر عمل پیرا رہتے ہیں۔ لہذا یہ تمام مہمات عوام الناس کو نظم ضبط کا پابند بنانے کے لئے اہم دعوتی مواقع ہیں۔

آج ہماری زندگی میں نظم وضبط کی انتہائی ضرورت ہے اور وقت کا تقاضا بھی یہی ہے۔ مغربی اقوام ہم پر اس لئے سیاست اور حکومت کرتے ہیں کہ ان میں نظم وضبط ہے جبکہ ہم منتشر ہیں۔ لہٰذا نہ صرف شرعی لحاظ سے بلکہ دنیاوی لحاظ سے نظم وضبط ہماری ضرورت ہے۔ بلکہ نظم وضبط کو مشکلات کا حل اور کامیابی کی کلید بھی کہا جاتا ہے، جیسا کہ علامہ اقبال نے اس کلید کی نشاندہی کی ہے:

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں　　　موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں[24]

لہٰذا مسلمان ملت کی شیرازہ بندی کا علاج نظم وضبط ہے کہ وہ موجِ دریا بن کر امتِ اسلامیہ کی قوت میں اضافہ کرے۔

نظم کی قسمیں

نظم کی دو قسمیں ہیں نظمِ اداری اور نظم شرعی، پھر نظم اداری کی دو قسمیں ہیں: وہ نظمِ اداری جس سے امور ریاست کی ترتیب و تنظیم ہو اور شریعت کے مخالف نہ ہو وہ جائز اور مباح ہے۔ خلفائے راشدین نے اس سے کام لیا ہے اور امور سلطنت میں اس سے استفادہ کیا۔ اور جو نظمِ اداری مخالف شریعت ہو، اس کے ذریعے نہ استحکامِ ریاست ممکن ہے نہ اس کے ذریعے نظام ریاست چلانا جائز ہے بلکہ اللہ سبحانہ وتعالی کے نظام کے مقابلے میں تمرد اور سرکشی ہے جیسا کہ العلامہ الشّنقیطی رقمطراز ہیں:

"وَأَمَّا النِّظَامُ الْمُخَالف لتشريع ـــ فَتَحْكِيمُ هَذَا النَّوْعِ مِنَ النِّظَامِ فِي أَنْفُسِ الْمُجْتَمَعِ وَأَمْوَالِهِمْ وَأَعْرَاضِهِمْ وَأَنْسَابِهِمْ وَعُقُولِهِمْ وَأَدْيَانِهِمْ كُفْرٌ بخالق السَّمَوَات وَالْأَرْضِ، وَتَمَرُّدٌ عَلَى نِظَامِ السَّمَاءِ الَّذِي وَضَعَهُ مَنْ خَلَقَ الْخَلَائِقَ كُلَّهَا وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَصَالِحِهَا سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَنْ أَنْ يَكُونَ مَعَهُ مُشَرِّعٌ آخَرُ عُلُوًّا كَبِيرًا "[25]

''شریعت کے مخالف نظامِ حکم سماج کے جان ومال، اعراض وانساب اور عقل ودین میں خالق ارض وسما اور اس کے نظام سے کفر اور تمرد ہے، جس نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہے اور وہی ان کے مصالح کو خوب جانتا ہے۔ وہ اس چیز بلند ہے کہ کوئی اور اس کے ساتھ صاحب تشریع بن جائے''۔

لیکن اسلام کی خوبی یہ ہے کہ دین وسیاست کی یکجائی اور حسین امتزاج سے ایک منظم اور مستحکم معاشرے کی تشکیل پر زور دیتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا قائم کردہ منظم معاشرہ اس کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ جس نے مختلف الخیال اور مزاج افرادِ معاشرہ میں ہم آہنگی و ہم رکابی پیدا کر کے امن وسکون کی دنیا بسائی اور قانون وحکومت کی عملداری ممکن بنائی۔

ریاستی استحکام میں نظم وضبط کی اہمیت

جس طرح یہ بات طے شدہ ہے کہ جس ریاست کے افراد میں نظم وضبط نہ ہو اور باہمی انتشار کا شکار ہو تو وہ باطل قوتوں کی سازشوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی، بلکہ باطل سازشوں کا شکار ہو کر صفحہ ہستی سے جلد ہی مٹ جاتی ہے۔ مقابلۃً جن ریاستوں کے افراد نظم وضبط کے پابند اور باہم متحد ہوں، وہ باطل قوتوں کی تمام تر سازشوں کے باوجود ختم نہیں ہوتیں۔ اس سلسلے میں امتِ مسلمہ کے لئے اللہ تعالی کا پیغام یہ ہے:

﴿ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ـــ ﴾[26]

''سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقے میں نہ پڑو''۔

اسلام اللہ تعالی کا مسلمانوں پر احسانِ عظیم ہے، جس سے ان کی دشمنی دوستی میں تبدیل ہو گئی۔ آپس میں اس کے ذریعے ان کے دل جوڑ دیے گئے اور اس کے فضل وکرم سے وہ بھائی بھائی بن گئے۔ عصر حاضر میں عوام الناس کو نظم وضبط کا پابند بنانے اور اُن کے نظم کو برقرار رکھنے کے لئے ناگزیر ہے کہ قرآن وسنت کی واضح تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کو آسان بنادیا جائے تاکہ یہ قوم امن وجنگ ہر حال میں باطل کے مقابلے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہو، ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ ﴾[27]

''اللہ کو تو پسند وہ لوگ ہیں جو اس کی راہ میں اس طرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا کہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں''۔

آج ہمیں نظم وضبط کی بے حد ضرورت ہے کیونکہ ترقی یافتہ ممالک نے دنیا میں امن وسلامتی کو مشکل بنادیا ہے۔ اس کو ممکن بنانے کے لئے نظم وضبط ناگزیر ہے۔ ان کا مقابلہ اجتماعیت اور اسلام کے جامع نظام ہی سے ممکن ہے۔

اسی نکتہ کی اہمیت کا اندازہ رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث سے لگایا جاسکتا ہے:

((عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ ، وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ ، وَهُوَ مِنَ الِاثْنَيْنِ أَبْعَدُ ، مَنْ أَرَادَ بُحْبُوحَةَ الْجَنَّةِ ، فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ)) [28]

''جماعت کو لازم پکڑو اور تفرقہ سے بچو کیونکہ شیطان انفرادیت اختیار کرنے والے کے ساتھ ہوتا ہے اور جماعت سے دور بھاگتا ہے۔ جو جنت کی بیچ میں پہنچنا چاہتا ہے وہ جماعت کے ساتھ ہو جائیں''۔

مبحث سوم: قرآن وسنت کی روشنی میں اصولِ نظم وضبط

نظم وضبط سیکھنے اور سکھانے کی چیز ہے۔ کسی خاص نظام کا نظم وضبط سیکھنے کے لئے تربیت حاصل کرنی پڑتی ہے۔ تربیتی پروگرام میں کسی فرد کو صحیح معنوں میں مفید شہری بنانے کے لئے مختلف تربیتی مرحلوں سے گزرا جاتا ہے۔ عوام الناس کو کن اصول وضوابط کے ذریعے نظم وضبط کا پابند بنایا جائے، اس مقالے میں اس کا مختصر اور جامع تذکرہ کیا گیا ہے:

ا۔ قانونِ شریعت کی اتباع اور نظم وضبط

نظامِ کائنات انسان کے لئے نظم وضبط کی دعوتِ فکر دیتا ہے۔ اگر وہ قانونِ فطرت کے پابند ہیں، تو انسان قانونِ شریعت کے۔ فرائض کی ادائیگی میں تندہی، عمل میں مربوطی اور کارکردگی میں روز بروز اضافہ اور تسلسل انسانی زندگی کو خوش گوار بنا دیتے ہیں۔ اسی طرح ہر کام میں نظم وضبط اور سلیقہ اس کے معیار اور رفتار میں اضافہ کا سبب بنتا ہے۔ اور اس سے روگردانی اللہ کی رحمت سے دوری اور تنگی کا سبب ہوگا، اللہ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَه مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُه يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴾[29]۔

"اور جو میرے "ذکر" (درس نصیحت) سے منہ موڑے گا اس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے"۔

اسلامی ریاست کی صورت میں ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم شعوری طور پر قانونِ الٰہی کی اتباع کو اختیار کریں، علامہ اقبال کے بقول:

تقدیر کے پابند نباتات وجمادات   مومن فقط احکامِ الٰہی کا ہے پابند[30]

نظم وضبط کے قیام کے لئے قانون کا نفاذ ضروری ہے، اور اسلام میں قانون سے مراد ایک ضابطے کا نام ہے جو معاشرے میں توازن برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے اس سلسلے میں ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی لکھتے ہیں:

"مغرب میں قانون اقتدار اعلیٰ کی منشاء کا نام ہے لیکن اسلامی ملکوں میں قانون خدا کی مرضی کا نام ہے"[31]

ہدایتِ ربانی اور قانونِ شریعت کے اتباع میں انسان خوف وحزن سے نجات پاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴾[32]

"پس جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے، ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہ ہوگا"۔

اس آیت کی تفسیر میں امام ابن کثیر نے حضرت ابن عباس◆ کا یہ قول نقل کیا ہے:

" فَلَا يَضِلُّ فِي الدُّنْيَا وَلَا يَشْقَى فِي الْآخِرَةِ "[33]

"نہ وہ دنیا میں گمراہ ہوں گے اور نہ آخرت میں نامراد"

لہٰذا قانون شریعت کی اتباع میں نہ صرف آخرت کا بلکہ اس دنیا کا بھی فائدہ ہے اور وہ ہے ریاستی نظم وضبط کا قیام، جس میں امن وسکون اور رزق کی فراوانی اللہ تعالیٰ نے اپنے احکامات پر عمل کرنے سے مشروط کر دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْاَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ﴾ (34)

"اگر وہ قائم کرتے تورات اور انجیل کو (اپنے عمل سے) اور جو نازل کیا گیا ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے (تو فراخ رزق دیا جاتا انہیں حتیٰ کہ) وہ کھاتے اوپر سے بھی اور نیچے سے بھی"

قریشِ مکہ جس وقت انتشار اور بد نظمی کے شکار تھے، ان کو اللہ نے ان الفاظ میں امن کا احساس دلایا:

﴿ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴾ (35)

"پس انہیں چاہیے کہ اسی گھر کے رب کی عبادت کرتے رہیں، جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور ڈر (اور خوف) میں امن وامان دیا"

بائبل (احبار) کا بیان ہے:

"پس تم میرے احکام پر عمل کرنا اور میرے قوانین کو پوری طرح ماننا تو تم اس ملک میں امن کے ساتھ بسے رہو گے، تب زمین اپنی پیداوار دے گی اور تم پیٹ بھر کر کھاؤ گے اور وہاں محفوظ بسے رہو گے"(36)۔

۲۔ فروغ اجتماعیت اور نظم وضبط

ہم مسلمان ہیں اور ہماری ریاست اسلامی ہے، لیکن اس میں نظم وضبط کا فقدان ہے، اس کی عوام کے نظم وضبط کا ایک ہی علاج ہے اور وہ ہے درسِ اجتماعیت اور ایک سوچ کو فروغ دینا۔ علامہ اقبال نے فرمایا:

ربط وضبط ملتِ بیضا ہے مشرق کی نجات — ایشیا والے ہیں اس نکتے سے اب تک بے خبر (37)

حقیقت یہ ہے کہ اقوامِ مشرق اس نسخہ کیمیاء سے بے خبر ہیں، لہٰذا اس کی احیاء امت مسلمہ کے انتشار کا علاج اور عصرِ حاضر کی اشد ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو یہ کیمیائے سعادت دے کر بھیجا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ ﴾ (38)

اور اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانو اور آپس میں نہ جھگڑو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی

۳۔ حدود اللہ کا نفاذ اور نظم وضبط

ریاست میں نظم وضبط اور استحکام لانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے شرعی حدود کے نفاذ کا حکم دیا ہے، جو رضائے الٰہی کے ساتھ ریاست کے نظم وضبط کے لیے ایک ضروری امر کی ہے۔ اس کی نفاذ پر خصوصی توجہ دی جائے تا کہ ہر قسم کی خرابی اور دہشت گردی کا سدِ باب ہو۔ ان شرعی توجیہات کے بارے میں باری تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (39)۔

"عقلمندو! قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے اس کے باعث تم (قتل ناحق سے) رکو گے"۔

نظم وضبط کو تہ وبالا، امن وچین کو تباہ کرنے اور خوف وہراس پھیلانے والے عناصر کے لیے اسلام میں سخت سزائیں اس لیے مقرر ہیں، تا کہ معاشرتی امن وسکون قائم رہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْىٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَاب عَظِيْم ﴾ (۳۱)

"جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں، ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی پر چڑھا دیے جائیں یا ان کی ایک طرف کے ہاتھ اور ایک طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا ملک سے نکال دیئے جائیں۔ یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے"۔

عصرِ حاضر میں اسلامی ریاستوں کے بدانتظامی کی سب سے بڑی وجہ حدود اللہ کے نفاذ کا فقدان ہے۔ اگر ان کا نفاذ یقینی بنایا جائے تو کافی حد تک شر وفساد اور دہشت گردی میں کمی آسکتی ہے اور نظم وضبط قائم ہو سکتا ہے۔

۴۔ عبادات اور نظم وضبط

اسلام میں نظامِ عبادات انتظامی استحکام کا وہ زبردست ذریعہ ہے کہ جس کا تصور کسی اور مذہب میں نہیں کیا جاسکتا۔ تصور کیجئے پانچ وقت کی نمازوں، سالانہ ایک مہینے کے روزوں کا تربیتی ورکشاپ، حج کا منظّم اور روح پرور اجتماع اور اس جیسے بہترین مہمات انتظامی استحکام اور عوام الناس کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لئے اہم دعوتی مواقع ہیں، لہٰذا ریاستِ پاکستان میں نظام عبادات کے فروغ کے ذریعے عوام الناس کی نظم وضبط پر توجہ دینی چاہئے آپ ﷺ نے اس پروگرام کو ان الفاظ کے ساتھ تاکید فرمائی ہے:

« أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ ثَلاَثًا ، وَاللَّهِ لَتُقِيمُنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ » (40)

"اپنی صفوں کو درست کرو یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی اور ساتھ قسم کھا کر فرمایا: تم اپنی صفوں کو درست کروگے، ورنہ اللہ تمہارے دلوں کے اندر مخالفت پیدا کرے گا"۔

عملی زندگی میں اس روحانی تربیت سے فائدہ نہ اٹھانے کی وجہ سے ہماری زندگی میں ہمیں تباہی و بربادی دیکھنے پڑ رہی ہے۔

۵۔ریاست میں امتیازات کا خاتمہ اور نظم وضبط

اسلام رنگ و نسل کے کسی امتیاز پر یقین نہیں رکھتا اور نہ مال وزر کو اس کے راہ میں رکاوٹ بننے دیتا ہے۔ لہٰذا اولی الامر کو خاص طور پر اس چیز کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ ریاست میں ہر قسم کے امتیازات کا خاتمہ کریں تاکہ نظم وضبط میں آسانی ہو، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ (41)

"لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنادیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے"۔

اور ظاہر ہے کہ یہ اصول نظم وضبط کے استحکام کے لئے انتہائی کار آمد اور ضروری ہے۔ رنگ و نسل اور دیگر امتیاز سے نظم وضبط کی کوششوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے فطرت کو جگایا ہے۔ آپ ﷺ نے اچھی طرح امت کو یوں سمجھایا:

« أَلاَ لاَ فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى أَعْجَمِيٍّ وَلاَ لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلاَ لأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ وَلاَ أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ إِلاَّ بِالتَّقْوَى أَبَلَّغْتُ» (42)

صحابی ابو نضرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایامِ تشریق میں ہم سے خطاب کیا اور فرمایا:

"اے لوگو! آگاہ رہو تمہارا رب ایک، تمہارا باپ ایک، خبردار! کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر اور نہ کسی کالے کو گورے پر اور نہ گورے کو کالے پر کوئی فضیلت حاصل مگر تقویٰ کی بنیاد پر"۔

۶۔بد نظمی اور اسلامی تعلیمات

اسلام ایک منظم دین ہے، ہر معاملے میں نظم وضبط کی تحسین اور بد نظمی و انتشار کی مذمت کرتا ہے۔ اسلام جس وقت دنیا میں آیا، عرب میں بد نظمی اور انتشار کا دور دورہ تھا، آپ ﷺ نے اسلامی تعلیمات کے ذریعے ان کو ایسا منظم کیا کہ جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتا۔ یہاں تک کہ جنگ جیسے پر خطر ماحول میں بھی آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں نے

کمال درجہ نظم وضبط کا مظاہرہ کیا۔ایک جنگی مہم کے دوران آپ ﷺ نے پڑاؤ ڈالا تو فوج نے ایسی بد نظمی کا مظاہرہ کیا کہ ہر جگہ پھیل گئی اور راستوں پر چلنا مشکل ہو گیا، لہذا آپ ﷺ نے نوجوانوں کو نظم وضبط کی تعلیم دیتے ہوئے منادی کرائی:

« من ضيق منزلا أو قطع طريقا فلا جهاد له » (43)

''جو خیمے لگا کر راستوں کو تنگ کرے گا یا راہ گیروں کو لوٹے گا تو اس کا جہاد نہیں ہو گا''۔

اور ایک اور موقع پر یہ فرمایا:

« إِنَّ تَفَرُّقَكُمْ فِي هَذِهِ الشِّعَابِ وَالْأَوْدِيَةِ إِنَّمَا ذَلِكُمْ مِنْ الشَّيْطَانِ » (44)

''تمہارا اس طرح وادیوں گھاٹیوں میں منتشر ہو جانا ایک شیطانی فعل ہے''۔

اسلام سے قبل اہل عرب کی عادت تھی کہ جب میدان جنگ کی طرف نکلتے تو راستے میں جو ملتا اسے تنگ کرتے اور ویسے بھی جب کسی جگہ اترتے تو ساری منزل پر پھیل جاتے، یہاں تک کہ راستوں پر چلنا مشکل ہو جاتا تھا۔داعی اسلام نے ان کو ایسی نظم وضبط کی تعلیم دی کہ اس کی نظیر ملنا مشکل ہے (45)۔

ہمارے گرد و پیش میں کچھ جیتی جاگتی مثالیں ہر فرد کو فطری طور پر نظم وضبط کے بارے میں سوچنے پر مجبور کر دیتی ہیں، مثلاً ٹریفک جام ہونا۔ ٹریفک جام کا شکار ہر فرد یہ سوچ رہا ہوتا ہے کہ کسی ایک شخص یا چند اشخاص کی غلطی سے سینکڑوں گاڑیاں اور ان میں سوار افراد اپنے وقت کے ضیاع پر رنجیدہ ہیں، بیزار ہیں اور بے سبب اپنے آپ کو کوس رہے ہیں ۔قدرتی طور پر وہ اس عذاب سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نجات حاصل کرنے کا جو طریقہ یا حل ڈھونڈیں گے، وہ حل نظم وضبط کے سوا اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔

ٹریفک جام میں یہ بات اہم ہے کہ اس کا خمیازہ گاڑیوں میں بیٹھے لوگ ہی نہیں بھگت رہے ہوتے بلکہ یہ خلل دور رس نتائج کا باعث بنتا ہے۔ صبح کے وقت ٹریفک جام ہونے کی صورت میں سرکاری دفاتر اور بازاروں کے کاروبار تو ایک طرف، پوری زندگی کا پہیا ہی جام ہو جاتا ہے۔انھی میں وہ گاڑیاں بھی پھنسی ہوئی ہوں گی، جن میں ڈاکٹر مرضیوں کو دیکھنے جا رہے ہوں گے ۔استاد پڑھانے ، بچے پڑھنے ، چوکیدار ، دوسرے چوکیدار کو ڈیوٹی سے چھٹکارا دلانے جا رہا ہو گا۔ کوئی خریدی ہوئی دوا اپنے مریض کو وقت پر پہنچانے جا رہے ہوں گے۔ٹریفک جام ہونے سے بدنصیب لوگ انتظار کی صورت میں سزا بھگت رہے ہوتے ہیں۔ایسے میں کسی کا کوئی بھی نقصان ہو سکتا ہے۔ کہا جاتا ہے:

''نظم وضبط کا مطلب زندگی میں کامیابی اور بد نظمی کا مطلب مکمل تباہی ہے''(46)

۷۔ تجسس اور نظم وضبط

رعایا کی خبر گیری اسلامی ریاست کے سربراہ کی اہم ذمہ داری ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ رعایا کی ٹو میں لگ کر ان کا سکون تباہ و برباد کردیں، جیسا کہ آج کل حکومت کی خفیہ ایجنسیوں نے عوام کے ناک میں دم کر رکھا ہے، جس سے رعایا میں اضطراب اور انتقامی جذبات جنم لے رہے ہیں، جو کہ نظم و ضبط کو برقرار رکھنے کے لئے زہرِ قاتل کی حیثیت رکھتے ہیں، جس سے اسلام نے سختی سے منع کیا ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَّلَا تَجَسَّسُوْا ﴾ (47) ''اور نہ تم تجسس کرو''

اور مومنوں کی بھی اللہ نے یہ تعریف بیان کی ہے کہ دوسروں کی بدگمانی میں نہیں لگتے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۔ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ﴾ (48)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں''

اسی طرح آپ ﷺ نے بھی یہ ہدایت فرمائی ہے کہ اگر رعایا کی مخبری کروگے تو ان میں شکوک و شبہات پیدا ہو کر ریاست میں بگاڑ کا سبب بن سکتے ہیں:

« إِنَّكَ إِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ أَوْ عَثَرَاتِ النَّاسِ أَفْسَدْتَهُمْ أَوْ كِدْتَ أَنْ تُفْسِدَهُمْ » (49)

''اگر آپ لوگوں کے رازوں یا ان کے عیبوں کو تلاش کروگے تو ان کو بگاڑ دوگے یا قریب ہے کہ وہ بگڑ جائیں''

۸۔ انتخابِ قیادت اور نظم و ضبط

پوری انسانی تاریخ میں کوئی ایسا انقلاب نظر آتا، جو موزوں اور معاملہ فہم قیادت کے بغیر برپا ہوا ہو۔ اسلامی ریاست کو ایسی ہی مخلص اور سنجیدہ قیادت کی ضرورت ہے، جو نظم و ضبط کے ذریعے حالات کو کنٹرول کریں اور رعایا کو ساتھ لے کر چلے اور ملک و ملت کو مشکلات سے باہر نکالے۔ ایسے قائد میں درج ذیل خصوصیات کا ہونا ضروری ہے:

1) اس میں خود اعتمادی ہو ۔2) نصب العین واضح ہو اور قائد اسے اپنی ذات پر ترجیح دے

3) رعایا کو اپنے قیادت پر اعتماد ہو 4) قائد کو اپنے پیروؤں پر اعتماد ہو (50)

واضح نصب العین کے ساتھ خود اعتمادی اور دیگر قائدانہ خصوصیات کے ساتھ حکمران اور رعایا کا ایک دوسرے پر اعتماد ہو تو نظم و ضبط قائم رہتا ہے۔ اسلامی ریاست کے امیر میں بطورِ خاص جن خصوصیات کا موجود ہونا ضروری ہے، اقبال نے ان کا یوں نقشہ کھینچا ہے:

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا (51)

۹۔ قیادت اور رابطہ عوام

عوام الناس میں نظم وضبط پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ اسلامی ریاست میں قیادت اور رابطہ عوام کا آپس میں مضبوط ہونا ہے بلکہ حکومت سے رعایا اس قدر خوش ہوں کہ وہ حکومتی منصوبوں پر چھائے ہوئے ہوں۔ ریاست عوام کو عزت و وقار سے دیکھتی ہو۔ قانونِ عدل عوام پر حاکم ہو۔ فرعون کی طرح اپنی قوم وملت کو حقیر نہ سمجھا جائے اور نہ ان کو ظلم واستبداد کا نشانہ بنایا جائے کہ وہ حق و باطل میں تمیز کرنا چھوڑ جائے اور فسق وفجور میں تمام قوم شامل ہو کر ایک ذلیل، ستم کش اور فاسق قوم کے نام سے یاد کیا جائے، ارشاد باری تعالی ہے:

﴿فَاسْتَخَفَّ قَوْمَه فَاَطَاعُوهُ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ﴾ (52)

''پس اس نے اپنی قوم کو احمق بنادیا پھر اس کے کہنے میں آگئے کیونکہ وہ بدکار لوگ تھے''

اسلامی احکام کے دائرے میں رہ کر اولی الامر کی اطاعت میں مشکلات پیش نہیں آئیں گی۔ اور یوں ریاست رعایا کو نظم وضبط کا پابند بنانے کی بڑی ذمہ داری سے خوش اسلوبی سے سبکدوش ہو سکے گی۔ معاشرہ بدنظمی کی مصیبت سے اس وقت نجات پاسکتا ہے کہ جب ہر فرد میں معاشرہ کو پستی سے نکالنے اور نظم وضبط کی پابندی کا جذبہ پایا جاتا ہو۔ ریاست اور افراد کے اس اشتراک سے یہ حق ادا ہو سکتا ہے، کہ نظم وضبط کو ہر شعبہ زندگی میں شعار بنا کر ترقی اور کامیاب سے ریاست کو ہمکنار کیا جاسکے۔ اور پورا معاشرہ اس حدیث کا مصداق ہو:

«مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى عُضْوٌ مِنْهُ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالْحُمَّى وَالسَّهَرِ» (53)

''آپس میں تراحم، محبت اور رحمدلی میں مومنوں کی مثال ایک جسم کے مانند ہے جب اس کا ایک حصہ تکلیف میں ہو تمام جسم اس سے بے قرار ہو''۔

۱۰۔ اطاعتِ امامت اور نظم وضبط

سیدنا حذیفہ بن یمان نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ جب فتنے سر اُٹھائیں تو میں اُس وقت کیا کروں اور کس طرح ان فتنوں سے بچ جاوں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ» (54)

''تم مسلمانوں کی جماعت اور اُن کے امام کو لازم پکڑو''

نظم ونسق کے ذریعے معاشرے میں استحکام پیدا ہوتا ہے، جس کا بہترین وسیلہ اطاعتِ حاکم ہے۔ اور اطاعتِ حاکم کے لیے اسلامی تعلیمات کی احیاء نہایت کار گر ہے۔ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

﴿ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (55)

"اللہ اور اس کی رسول کی فرمانبرداری کرو اور ان لوگوں کی جو تم میں سے حاکم ہوں"

اور نبی کریم ﷺ نے اس سلسلے میں یہ تعلیم فرمائی ہے: « مَنْ أَطَاعَ أَمِيرِي فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ عَصَى أَمِيرِي فَقَدْ عَصَانِي » (56) "جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی"

اسی طرح تنظیم اور نظم وضبط کا تصور اجاگر کرتے ہوئے آپ ﷺ نے رعایا کو امام کی اقتدا اور پیروی کی تعلیم ان الفاظ میں دی ہے:

« وَلَوْ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ يَقُودُكُمْ بِكِتَابِ اللهِ ، فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا » (57)

"اگرچہ تمہارے اوپر ایک حبشی غلام کیوں نہ امیر مقرر کیا جائے جو تمہیں کتاب اللہ کے مطابق چلائیں، اس کی سنو اور اطاعت اختیار کرو"

نظم وضبط اور تنظیم سازی کے یہ تمام انتظامات رعایا کے فلاح وبہبود کے لئے اختیار کئے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ کی تعلیم ہے کہ کسی ایسے شخص کو عہدہ یا منصب نہ دیا جائے جو اس کا طالب ہو، تاکہ وہ منصب کو ذاتی مفادات اور رعایا کے استحصال کے لئے استعمال نہ کرے، کیونکہ خود غرضی جیسے عوامل سے نظم وضبط درہم برہم ہو جاتا ہے۔

عصر حاضر میں اس چیز کی اشد ضرورت ہے کہ ہم ہر طرح سے اور ہر میدان میں منظم ہو۔ لیکن یہ سب کچھ ایک مدبر قائد ہی کر سکتا ہے۔ ہمارے ارد گرد اس کی چلتی پھرتی بے شمار مثالیں موجاد ہیں، جیسا کہ کرکٹ کے کھیل میں اگر کوئی بلے باز آوٹ ہونے پر باہر جانے سے انکار کردے یا کوئی فٹ بال کا کھلاڑی ریفری کے سیٹی بجانے کو اہمیت نہ دے، وہاں کرکٹ یا فٹ بال کے کھیل کا خاتمہ سمجھیے۔ کوئی تعلیمی ادارہ، سکول یا کالج، پرنسپل یا کسی قائد اور نظم وضبط کے بغیر بے معنی ہو گا۔ اسی طرح فوج قائد اور نظم وضبط کے بغیر ایک ہجوم، اور ہر کھیل قائد اور قواعد کے بغیر لڑائی جھگڑا ہو گا۔

۱۱۔ دینی تعلیم وتربیت اور نظم وضبط

دینی تعلیم وتربیت کی اہمیت اور افادیت سے انکار ممکن نہیں۔ یہ نہ صرف انسان کو مہذب بناتی اور اس کے اخلاق و کردار کو سنوارتی ہے بلکہ زندگی کے دشوار گزار اور پُر پیچ راستوں پر چلنے کے لئے اس کے اندر نظم وضبط بھی پیدا کرتی ہے۔ اس کے برعکس وہ شخص جو اپنے دین کو سیکھنے اور سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتا، وہ دین پر قائم کیسے رہے گا؟ کیونکہ وہ اپنے دین کو پہچانتا ہی نہیں ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لاَ يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُوْلُوا الْاَلْبَابِ ﴾(58)

'' بتلاو بھلا ! علم والے اور بے علم، کیا برابر ہو سکتے ہیں؟ یقیناً نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہوں''۔

جس قسم کی تعلیم انسان حاصل کرتا ہے، سیرت و کردار پر اسی قسم کے نقوش مرتسم ہو جاتے ہیں اور پھر اس کے مطابق زندگی گزارتا ہے۔یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں دین کا علم اور سمجھ پیدا کرنے کے لئے بڑی جدوجہد فرمائی۔اسی دینی تربیت کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام کی زندگیوں میں شاندار نظم وضبط نمایاں ہے۔

۱۲۔ریاستی لاء اینڈ آرڈر کا قیام اور نظم وضبط

اسلام میں لا اینڈ آرڈر ریاستی استحکام اور نظم وضبط کے لئے ضروری اور امن و سلامتی کی ضامن ہے، خواہ بعض اوقات دہشت سے کام لینا پڑے، بشرطیکہ اس کے قیام میں عدل وانصاف سے کام لیا جائے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ ﴾[59]

''اور چور خواہ مرد ہو یا عورت، کاٹ دو ان دونوں کے ہاتھ (ان کی کہنیوں سے) ان کے اپنے کئے کے بدلے میں، عبرتناک سزا کے طور پر''۔

لاء اینڈ آرڈر کی قیام کے لئے قوتِ قاہرہ کی ضرورت ہے تاکہ قوانین کو صحیح طور پر قائم کیا جاسکیں۔یہی وجہ ہے کہ یوسف علیہ السلام نے فرمایا:

﴿ قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ ﴾[60]

''ملک کے خزانے میرے سپرد کیجیے، میں حفاظت کرنے والا بھی ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں''

امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قول کی شرح میں شارح لکھتا ہے:

" إن الله ليزع بالسلطان ما لا يزع بالقرآن، أي:إن كثيراً من الناس لا تؤثر فيه القوارع والزواجر بالقرآن ولا تحرك به لهم ساكناً، ولكنه الخوف من العصا والسوط والأدب،والعصا لمن عصا كما يقولون"[61]

''اللہ تعالیٰ بادشاہ اور ریاست کے ذریعے جن چیزون کا تدارک کرتا ہے وہ قرآن کے ذریعے نہیں کرتا یعنی بہت سارے لوگوں کے لئے قرآن کا وعظ ونصیحت کارگر نہیں ہوتا اور نہ ان کے سکون میں تحرک پیدا کرتا ہے بلکہ ان کے لئے خوف، کوڑا اور ادب کارگر ہوتا ہے، جیسا کہ کہتے ہیں: عاصی کے لئے عصیٰ'' جیسا کہ اردو میں کہتے ہیں: (لاتوں کے بوت باتوں سے نہیں سدھرتے)۔

۱۳۔ فرمانِ نبوی ﷺ اور نظم وضبط

تاریخ گواہ ہے کہ اس دین کو اللہ تعالی نے سینکڑوں برس تک سب مذاہب پر غالب کیا اور مسلمانوں نے تمام مذاہب کے ماننے والوں پر صدیوں تک بڑی شان و شوکت سے حکومت کی اور آئندہ بھی دنیا کے خاتمہ کے قریب ایک وقت آنے والا ہے کہ جب تمام دنیا پر دین برحق کی حکومت ہو گی اور باطل سرنگوں ہو گا۔ آج جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ ہو رہا ہے، یہ ان کے اپنے اعمال اور بدنظمی کا نتیجہ ہے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اہل عرب کے مشہور قبائل کو اسلام کی دعوت دے رہے تھے، تو ان سے فرمایا:

"اے لوگو! کہہ دو سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں تو کامیاب ہو جاؤ گے، عرب کے حکمران بن جاؤ گے اور عجم بھی تمہارے ماتحت ہو جائیں گے، اور جب تم ایمان لاؤ گے تو جنت میں بھی بادشاہ بن جاؤ گے"(62)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اسلامی ریاست کی بقاء اور ترقی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع کی روشنی میں ممکن ہے۔ جن کا نظم وضبط ایسا بے مثال ہے کہ جس سے عرب جیسی بدو قوم نے عجم کو اپنے ماتحت کر لیا۔ نبی ﷺ کی یہ پیشکش ایک معجزہ ثابت ہوا۔ اور اس کو قبول کرنے والوں نے نہ صرف دنیاوی کامیابی حاصل کی بلکہ اخروی نجات اور بادشاہت کی بھی مستحق ٹھہرے۔ اسلامی ریاست کی بقاء کی یہ ذمہ داری آپ ﷺ نے اپنی امت کے سپرد کر دی ہے جیسا کہ سابقہ امتوں کو یہ ذمہ داری ان کے انبیاء نے سونپی تھی، تاکہ اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام قائم ہو جائے اور اشرف مخلوق میں اس کا احیاء ہو۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی روشن کتاب اور آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ تا قیامت آنے والے انسانوں کے لئے راہنما ہے۔ اب یہ امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ خود بھی اس نمونے کی پیروی کرے اور اسلامی ریاست کی بقاء کو اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اس فرضِ منصبی سے خوش اسلوبی سے سبکدوش ہو۔ اس نقطہ نظر کو ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم نے یوں بیان کیا ہے:

"ختم نبوت و رسالت کا ایک لازمی نتیجہ ہے کہ جو کام آنحضور ﷺ سے قبل انبیاء و رسول کیا کرتے تھے آپ ﷺ کے بعد اب وہ سب کے سب آپ ﷺ کی امت کے ذمے ہے گویا خواہ دعوت و تبلیغ، انذار و تبشیر، تعلیم و تربیت اور اصلاح و تزکیہ پر مشتمل فریضہ، شہادتِ حق ہو جو بعثتِ انبیاء و رسل کی غرضِ اصلی اور غایتِ اساسی ہے، خواہ اعلاء کلمۃ اللہ، اقامتِ دین اور اظہارِ دین حق علی الدین کلہ پر مشتمل بعثت محمدی کا مقصد امتیازی اور منتہائے خصوصی ہو جملہ اہل ارض اور جمیع کرہ ارضی کے اعتبار سے یہ سارے فرائض اب ان لوگوں پر عائد ہوتے ہیں جو آنحضور ﷺ کے نام لیوا ہیں اور آپ ﷺ کے نام نامی سے منسوب ہونے پر فخر کرتے ہیں اور آپ ﷺ کی اُمت میں ہونے کو موجب سعادت جانتے ہیں"(63)۔

نظم وضبط مسلمانوں کو اسلام نے عطا کیا ہے۔ اِس کو ہر مسلمان کی انفرادی زندگی میں بھی کارفرما ہونا چاہیئے اور اجتماعی زندگی میں بھی۔ ہمارے اسلاف نے قران پاک کو ضابطہ زندگی کے طور پر قبول کیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے دنیا زیر کر لی تھی اور دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں ان کا دم بھرتی تھیں۔

آج جو مسلمانوں کی حالت زار ہے، کھوج لگائیں گے تو پہلی اور آخری وجہ ایک ہی ملے گی: ہماری زندگی الہامی نظم و ضبط سے یکسر خالی ہو گئی ہے۔ اسی نظم و ضبط سے ہم میں اتحاد بھی تھا، محبت اور یک جہتی بھی۔ آئیں اللہ کی رسّی اجتماعی طور پر مضبوطی سے پکڑ لیں، عزم مصمّم کے ساتھ آگے بڑھیں، ان شاءاللہ کھوئی ہوئی سر فرازی کا تاج پھر ہمارے سر پر سج جائے گا[(64)]۔

الغرض! اسلامی تعلیمات کی روشنی میں رعایا اصولِ نظم و ضبط کے لیے درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

- اسلام نے زندگی کے ہر پہلو میں نظم و ضبط کو مدِ نظر رکھا ہے، خواہ عبادات ہو یا دنیاوی معاملات۔
- **رعایا** کو نظم و ضبط کا پابند بنانے کے لئے مقصد کا تعین اور اجتماعی سوچ و فکر کو فروغ دینا ضروری ہے۔
- مختلف النوع صلاحیتوں کے لوگوں میں امتزاج، اعمال میں تسلسل و استقلال پیدا کرنے کے لئے اصول و ضوابط کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔
- ریاستی نظم و ضبط ہو یا دنیا و آخرت کے امور میں کامیابی، امن و سکون ہو یا رزق کی فراوانی، سب میں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کو ترجیح دی جائے۔
- رنگ و نسل اور مال و زر کے امتیازات کو نظم و ضبط کی راہ میں رکاوٹ نہ بننے دیا جائے اور عوام الناس میں اخوتِ اسلامی کو فروغ دیا جائے۔
- ریاستی استحکام اور نظم و ضبط کے قیام کے لئے نظامِ اخلاقیات پر زور دیا جائے اور خیر و بھلائی کے فکر اور جذبے کو عام کیا جائے۔
- مستحکم ریاست اور نظم و ضبط کے لئے موزوں اور امانت دار قیادت کو ذمہ داریاں دی جائے، جو مفاد عامہ کی بہتری کے لئے ضروری ہے۔
- عوام النّاس میں نظام الاوقات کے شعور کو اجاگر کرنے کے لئے نظامِ صلوۃ کو فروغ دیا جائے۔
- عدل و انصاف اور مساوات اس قدر اہم معاشرتی عوامل ہیں کہ ان کا تذکرہ سابقہ الہامی کتابوں میں بھی آیا ہے، شہریوں کے حقوق اور واجبات کی متوازن ادائیگی کے لئے اس پر توجہ دی جائے۔
- ریاست کی طرف سے خواہ مخواہ کی خفیہ کاروائیاں عوام میں اضطراب، نظم و ضبط میں خلل پیدا کرتی ہیں اور اس سے انتقامی جذبات جنم لیتے ہیں، لہٰذا اس پر نظر ثانی کی جائے۔
- واضح نصب العین، خود اعتمادی اور حکمران و رعایا کا باہم اعتماد اور دیگر قائدانہ صلاحیتیں جو نظم و ضبط کے قیام کے لئے ضروری ہیں، ان کو فروغ دیا جائے۔

- اطاعتِ ریاست و حاکم اسلامی تعلیمات کی احیاء سے ممکن ہے جو ریاستی لا اینڈ آرڈر کے استحکام، نظم وضبط اور امن وسلامتی کی ضامن ہیں۔
- اسلامی نظام خلافت کا قیام امت مسلمہ کے فرائض منصبی میں سے ہے جو بہترین نظامِ نظم وضبط ہے۔

حواشی وحوالہ جات

(1)۔الملک: ۳-۴

(2)۔ معجم اللغۃالعربیۃالمعاصرۃ، دِاحمد مختار عبدالحمید، عالم الکتب،ط: الأولی،۲۰۰۸م، ۲۲۳۵/۳

(3)۔تاج العروس من جواہر القاموس، محمّد بن محمّد، المرتضی الزَّبیدی، تحقیق: مجموعۃ من المحققین الناشر: دارالھدایۃ، ۴۹۷/۳۳

(4)۔اِساس البلاغہ، محمود بن عمرو، الزمخشری، تحقیق: محمد باسل عیون السود، دار الکتب العلمیہ، بیروت—۲۸۴/۲

(5)۔دیکھئے: لسان العرب، ابن منظور، محمد بن مکرم الافریقی المصری الناشر: دار صادر- بیروت،ط: الاولی، ۸۷۵/۱۲

(6)۔المعجم الوسیط، اِبراہیم مصطفیٰ، دار النشر: دار الدعوۃ، تحقیق/ مجمع اللغۃ العربیۃ، ۹۳۳/۲

(7)۔لسان العرب، ص: ۸۷۵/۱۲

(8)۔المعجم الرائد، جبران مسعود عدد المشاہدات :۵۰۱۷، تاریخ الإضافہ :۱۴جون۲۰۱۱م، ۸۷۵/۱

(9)۔دیکھئے: نظم وضبط کے تقاضے، فاروق عمران، شعبہ اطلاعات، ایم کیوایم، کراچی، 2006ء، ص:۹

(10)۔تہذیب اللغۃ، محمد بن احمد بن الأزہری، المحقق: محمد عوض مرعب، دار إحیاء التراث العربی—بیروت، ط:۱-۲۰۰۱م، ۱۹۴/۲

(11)۔قاموس اکسفورڈ، ھیلین ورن، اکسفورڈ یونیورسٹی، ص:۱۱

(12)۔قاموس المحدث (قاموس عربی إنکلیزی)، ۳۸۸۳/۱

(13)۔القاموس الوحید، قاسمی، وحید الزمان، مولٰنا، ادارہ اسلامیات لاہور، ص: ۵۰۳

(14)۔قاموس اکسفورڈ، ص:۱۱

(15)۔الشریف حسن بن محمد، ادارۃ عمر الفاروق ، ادارہ مطبوعات مکۃ المکرمۃ، ۱۴۰۱ھ، ص:۴۹

(16)۔ معجم الرائد، ۱۴۴۳/۱

(17)۔شمس العلوم ودواء کلام العرب من الکلوم، نشوان بن سعید الحمیری، تحقیق: د حسین بن عبداللہ وغیرہ، دار الفکر، دمشق-۶۶۵۷

(18)۔القاموس الفقہی لغۃ واصطلاحا، سعدی إبوجیب، دار الفکر. دمشق—سوریۃ، ط: ۲، ۱۹۸۸م، ۳۷۹/۱

(19)۔ایضاً دیکھئے: سورتِ انشقاق آیت:۱۸

(20)۔ معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ، دکتور احمد مختار عبدالحمید عمر وغیرہ، عالم الکتب، ط:۱، ۲۰۰۸م، ۱۰۳۷/۲

(21)۔یس:۳۸-۴۰

(22)۔البقرہ:۲۵۵

(23)۔الصّف:۹۔،الفتح:۲۸۔التوبہ:۳۳

(24)۔بانگِ درا،اقبال،شکوہ،رابعہ بک ہاوس کریم مارکیٹ لاہور۔س ن،ص:۱۷۱

(25)۔المجموع البہیۃللعقیدۃالسلفیۃ،جمعہا:ابوالمنذر محمود بن محمد المنیاوی،:مکتبہ ابن عباس،مصر،۲۰۰۵ء،۳۹۲/۲

(26)۔آل عمران:۱۰۳

(27)۔الصّف:۴

(28)۔السنۃ،ابو بکر بن ابی عاصم،احمد بن عمرو الشیبانی،تحقیق:محمد ناصر الدین الألبانی،المکتب الاسلامی—بیروت،1400ھ،42/1

(29)۔طہٰ:۱۲۴

(30)۔کلیات اقبال،(علامہ) محمد اقبال،ضرب کلیم،الحمرا پبلشنگ اسلام آباد،۲۰۰۴،ص:۷۰۲

(31)۔اسلامی معاشرہ کی تاسیس وتشکیل،صاحب زادہ ساجد الرحمان،ادارہ تحقیقاتِ اسلامی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلامی آباد،ص:۱۶۱

(32)۔البقرہ:۳۸

(33)۔تفسیر ابن کثیر،تفسیر سورت بقرہ آیت نمبر ۳۸

(34)۔سورۃالمائدہ:۲٦

(35)۔سورۃ قریش:۴،۳

(36)۔احبار:۲۵:۱۸-۱۹

(37)۔بانگِ درا،اقبال،شکوہ،رابعہ بک ہاوس کریم مارکیٹ لاہور۔س ن،ص:۲۳۵

(38)۔انفال:۴٦

(39)۔البقرہ:۱۷۹

(40)۔:سنن البیہقی الکبری،ومعہ:شُیُوخ الامام الحافظ البَیہَقِی،جمعہ:ابو عبداللہ حامد بن احمد آل بکر،۷٦/۱

(41)۔الحجرات:۱۳

(42)۔مسند،امام احمد بن حنبل الشیبانی،تحقیق:شعیب الأرنؤوط وغیرہ،مؤسسۃالرسالۃ،2001ء،حدیث نمبر:23489

(43)۔سنن،سعید بن منصور،ابو عثمان،تحقیق:حبیب الرحمٰن الأعظمی،الدار السّلفیہ،الہند،1982ء،حدیث نمبر:2468

(44)۔سنن ابوداود،باب مایؤمر من انظمام العسکر وسعتہ۔موقع السلام،۲۱۴/۷

(45)۔دیکھئے:الجہاد فی الاسلام،سید ابوالاعلیٰ مودودی،ادارہ ترجمان القرآن (پرائیویٹ) لمیٹڈ،لاہور،ص:۲۳۳

(46)۔اردو جماعتِ ہفتم،تاج محمد وغیرہ، نیشنل بک فاونڈیشن،اسلام آباد، طبع دوم،۲۰۱۵ء، ص:۱۵۰
(47)۔الحجرات:۱۲
(48)۔الحجرات:۱۲
(49)۔سنن البیھقی الکبری، ومعہ: شُیُوخ الإمام الحافِظِ البَیْہَقِیّ، جمعہ:ابو عبداللہ حامد بن احمد آل بکر،۳۳۳/۸
(50)۔انسان کامل،ڈاکٹر خالد علوی،الفیصل ناشران وتاجرانِ کتب اردو بزار لاہور،۲۰۰۹م۔ص۲۳۴
(51)۔بانگِ درا،اقبال، طلوع اسلام، روبی پبلیکیشنز،الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ،اردو بازار لاہور-۲۰۱۱،ص:۲۹۰
(52)۔الزخرف:۵۴
(53)۔آداب الصحبۃ، محمد بن الحسین النیسابوری،المحقق: مجدی فتحی السید، دار الصحابۃ للتراث، مصر،۱۹۹۰، ۳۹/۱
(54)۔ صحیح بخاری، محمد بن إسماعیل، کتاب بدء الوحی، دار الشعب القاہرۃ،ط:۱،۱۹۸۷ء، حدیث نمبر:3606
(55)۔النساء:۵۹
(56)۔ صحیح بخاری، کتاب الأحکام: باب قول اللہ تعالی (إطیعوا الرسول واولی الأمر منکم) حدیث نمبر:7137
(57)۔مسند،امام احمد، حدیث نمبر:27269
(58)۔الزمر:۹
(59)۔المائدہ:۳۸،۳۹
(60)۔سورت یوسف:۵۵
(61)۔شرح سنن ابی داود، عبدالمحسن العباد، مصدر الکتاب: الشبكة الإسلامية،۲/۱
(62)۔طبقات ابن سعد، محمد بن سعد، مكتبة العلم والحكم مدينة منورة،۲۱۶/۱
(63)۔نبی اکرم کا مقصد بعثت،اسرار احمد، ڈاکٹر،انجمن خدام القرآن،لاہور، طبع ہشتم، س/ن۲۰۰۹ء، ص:۴۸
(64)۔اردو جماعتِ ہفتم،تاج محمد وغیرہ، نیشنل بک فاونڈیشن،اسلام آباد، طبع دوم،۲۰۱۵ء، ص:۱۵۳